غیر عالم شخص دوسرے پر حکمِ کفر لگا سکتا ہے؟

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: FAM-423 تاریخ: 07-06-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کفر والی بات کرے اور سننے والے کو یہ کافی حد تک لگتا ہو کہ یہ بات کفریہ ہے، لیکن وہ اس پر حکم لگانے سے پہلے کسی سنی عالم دین سے کنفرم کروالے کہ کیا واقعی یہ کفر ہے یا نہیں، تو کیا سننے والے کے لیے ایسا کرنا درست ہے یا پھر سننے والے پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اسی وقت ایسا بولنے والے کو کہے کہ یہ جملہ کفریہ ہے اور وہ کافر ہو گیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عام آدمی کے لیے کسی شخص پر حکمِ کفر لگانا، لازم ہونا تو دور کی بات، ایسا کرنا ہی درست نہیں، کیونکہ بعض دفعہ عوام کسی بات کو کفریہ سمجھ رہی ہوتی ہے، جبکہ حقیقت میں وہ بات کفریہ نہیں ہوتی، پھر کئی جُملے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے بعض پہلو کفر کی طرف جارہے ہوتے ہیں اور بعض اسلام کی طرف، اور کہنے والے کی نیت و مراد کا علم نہیں ہوتا کہ اُس نے اپنی اُس بات سے کون سا پہلو مُراد لیا ہے، لہذا صرف اپنے گمان اور اٹکل سے کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ ایسی صورتحال میں جبکہ سننے والے کو کوئی بات ایسی معلوم ہو رہی ہو کہ جو اس کے گمان اور علم کے مطابق کفریہ ہو سکتی ہے، تو اُسے چاہئے کہ وہ بولنے والے کو احتیاطاً توبہ و تجدید ایمان کا کہہ کر، مزید اس بات کے متعلق کسی سنی عالم دین سے رہنمائی حاصل کرنے کا کہہ دے، محض اپنے علم کی بنیاد پر ہرگز حکمِ کفر نہ لگائے۔

کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب نامی کتاب میں ہے: ”(عام آدمی) صِرف اپنی اٹکل سے ہر گز ہر گز ہر گز کسی مسلمان کو کافر نہ کہے، کیونکہ کئی جُملے ایسے ہوتے ہیں جن کے بعض پہلو کفر کی طرف جارہے ہوتے ہیں اور بعض اسلام کی طرف اور کہنے والے کی نیّت کا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اُس نے کون سا پہلو مُراد لیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: ”ہمارے ائمّہ رَحِمَهُمُ اللهُ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں 99 اِحتمال کُفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو واجِب ہے کہ احتمالِ اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک اس کا خِلاف ثابِت نہ ہو۔“

(فتاوٰی رضویہ، جلد14، صفحہ604،605)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”کسی کلام میں چند معنی بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں، بعض اسلام کی طرف، تو اُس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی، ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل (کہنے والے) نے معنئ کفر کا ارادہ کیا مثلًا: وہ خود کہتا ہے کہ میری مُراد یہی (کفریہ معنی والی) ہے، تو (اب) کلام کا مُحتَمَل ہونا (یعنی کلام میں تاویل کا پایا جانا) نفع نہ دے گا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافِر ہونا ضَرور نہیں۔“ (بہارِ شریعت، حصّہ9، ص173)

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، صفحہ61،62، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

29 ذو القعدۃ الحرام 1445ھ/07 جون 2024ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے